فہم حدیث

رمضان المبارک

مولانا عبدالمالک

رمضان المبارک کا مغفرت و رحمت اور آتش جہنم سے رہائی کا مہینہ سایہ فگن ہے۔ اللہ تعالیٰ مائل بہ کرم اور منتظر ہیں کہ جو بندہ چاہے' آئے اور جھولی بھر کر لے جائے۔ پھر یہ موقع گیارہ ماہ بعد آئے گا۔ بہت سوں کے لیے یہ یقیناً آخری موقع ہے۔ کوئی ضمانت نہیں کہ ہمارے لیے یہ موقع' آخری نہ ہو۔ کیوں نہ ستر گنا زیادہ نفع دینے والے یہ اوقات ہم اس طرح ترتیب دیں کہ کم سے کم وقت ضائع ہو' اور زیادہ سے زیادہ وقت بعد کی' ہمیشہ کی زندگی کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے سرمایہ کاری میں صرف ہو۔
تلاوت قرآن' عبادات' نوافل' انفاق' برائیوں سے پرہیز اور سبقت الی الخیر کے اہتمام کے ساتھ ساتھ' مطالعہ حدیث کو بھی اپنے معمولات میں شامل کیجیے کہ یہ اللہ کے رسولؐ کی صحبت میں بیٹھنے کی مشق ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ابن آدم کا ہر کام' اس کے لیے ہے' مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔
روزہ ڈھال ہے' اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ اس دن فحش بات نہ کرے' شور نہ کرے' اگر کوئی اسے گالی دے' یا لڑائی لڑے تو دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔
اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے' روزے دار کے منہ کی مہک اللہ کے نزدیک کستوری کی بو سے زیادہ خوشبودار ہے۔
روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ جب افطار کرتا ہے تو افطار پر خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے پر خوش ہو گا۔ (الفتح الربانی ترتیب مسند احمد)
روزے کی کئی خصوصیات اسی کے ساتھ خاص ہیں۔
پہلی خصوصیت یہ ہے کہ روزے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص قرار دیا ہے یعنی یہ ایسی عبادت ہے جو کسی دور میں بھی اللہ کے سوا کسی باطل معبود کے لیے نہیں کی گئی۔

مولانا عبدالمالک' مرکز علوم اسلامیہ' منصورہ' لاہور میں شیخ الحدیث ہیں۔

○ یہ ایسی عبادت ہے جو صرف اللہ کے علم میں ہوتی ہے، اس لیے اس میں ریاکاری کا احتمال نہیں ہے۔ ○ کھانے سے استغنا اللہ کی شان ہے۔ روزے کے ذریعے اللہ کا قرب کھانے پینے اور خواہش نفس کو ترک کرنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ○ روزے کے ثواب اور اس میں بڑھوتری کی مقدار کا علم اللہ نے اپنے لیے خاص کیا ہے جب کہ دوسری عبادات کے ثواب اور اس میں اضافے کا علم بندوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ ○ اگر کسی نے گناہ کیے ہوں گے تو اس کی دوسری عبادات قیامت کے روز اس کے مختلف گناہوں کا کفارہ بنیں گی اور ان کے عوض میں وضع ہو جائیں گی لیکن روزہ گناہوں کے عوض میں وضع ہونے سے بچ جائے گا۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی جزا اللہ تعالیٰ براہ راست دیں گے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ روزہ اللہ کی بندگی ہونے کے ساتھ نفسانی شہوات سے بچانے کا ذریعہ بھی ہے۔ روزے کا مقصد صرف کھانا پینا ترک کر دینا نہیں، بلکہ دوسرے گناہوں اور اخلاقی خرابیوں سے بھی بچنا ہے۔ اس لیے اس حدیث میں روزے کے ڈھال ہونے کے تقاضے کے طور پر بیان کیا گیا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی روزے سے ہو تو پھر فحش بات نہ کرے اور شور و شغب نہ کرے۔ اگر کوئی گالی دے یا لڑائی لڑے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں، یا اپنے دل میں اپنے آپ سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے منہ کی مہک اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔

پانچویں اور چھٹی خصوصیت دنیا اور آخرت میں خوشی سے ہم کنار ہونا ہے۔

○

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے "ریان" کہا جاتا ہے۔ قیامت کے روز کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ آؤ ریان کی طرف۔ جب ان کا آخری آدمی بھی داخل ہو جائے گا تو پھر اسے بند کر دیا جائے گا۔

(الفتح الربانی)

دروازے صرف ان روزے داروں کے لیے نہیں ہوں گے جنھوں نے فرض تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہو بلکہ ان کے لیے بھی ہوں گے جنھوں نے فرائض ادا کرنے اور منکرات سے اجتناب کے ساتھ بعض عبادات کے ساتھ خصوصی شغف رکھا ہو اور فرائض کے علاوہ نوافل میں انہماک کیا ہو۔ رمضان کے مہینے کے علاوہ گیارہ مہینوں میں نفلی روزے بھی رکھتے رہے ہوں، روزے کے ساتھ خصوصی لگاؤ رکھا ہو۔ کسی نے نفل نمازوں پر زور دیا ہو۔ کسی نے نفل جہاد میں زندگی لگائی ہو۔ کسی نے علمی میدان میں ترقی کی ہو۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے جنت میں استقبالی دروازہ بنایا جائے گا۔ کسی کے لیے ریان، کسی کے لیے علم، کسی کے لیے نماز اور کسی کے لیے جہاد کے دروازے ہوں گے۔

ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کوئی آدمی ایسا بھی ہو گا جس کے استقبال کے لیے آٹھوں دروازوں میں انتظام ہو اور اسے ہر دروازے سے پکارا جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں' اور مجھے امید ہے کہ آپؓ ان میں سے ہوں گے۔ یعنی کچھ شخصیات ایسی بھی ہوں گی جو تمام عبادات میں جامع ہوں گی اور ان کو ان کی جامعیت کی وجہ سے ہر دروازے سے پکارا جائے گا۔ ان کے استقبال کے لیے ہر دروازے پر اہتمام ہو گا۔ اس حدیث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فرائض کو ادا کرنے کے بعد نفلی میدان میں لوگوں کی چاہتیں اور شوق مختلف ہو سکتے ہیں۔ کسی کو ذکر و اذکار اور نفلی نمازوں کا شوق ہو سکتا ہے' کسی کو روزے کی تڑپ ہو سکتی ہے' کسی کو دعوت الی اللہ کی لگن اور کسی کو جہاد کا ولولہ۔

○

حضرت ابو السلیلؓ سے روایت ہے کہ مجھے باہلہ قبیلے کی بڑھیا مجیبہ نے اپنے باپ یا اپنے چچا سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کام سے حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: آپؐ مجھے پہچانتے نہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں باہلی ہوں۔ گذشتہ سال میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا! تم تو میرے پاس آئے تھے اس حال میں کہ تمہارا جسم' تمہارا رنگ اور تمہاری ہیئت اچھی تھی' پھر تمہارا یہ حال' جو میں دیکھ رہا ہوں' کیسے ہو گیا؟

اس نے عرض کیا کہ آپؐ کے پاس سے جانے کے بعد میں نے افطار نہیں کیا مگر تھوڑے دن (یعنی روزوں سے رہا ہوں)۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: کس نے تجھے کہا تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دو۔ کس نے تجھے حکم دیا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب پہنچاؤ۔ کس نے تجھے کہا تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دو (یعنی یہ کہ اس قدر روزے رکھو کہ کمزور ہو جاؤ۔ کمزوری ہیئت کو بگاڑ دے' ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی اسلام میں یہ صورت مستحسن ہے)۔

آپؐ نے فرمایا: ماہ صبر کے روزے رکھو۔ میں نے عرض کیا: میں مزید کی قوت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر مہینے میں ایک روزہ اور رکھ لو۔ اس نے عرض کیا کہ میں مزید قوت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے مزید اجازت دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر مہینے میں دو دن رکھ لو۔ میں نے عرض کیا: میں طاقت رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے لیے مزید روزوں کا اضافہ فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم ماہ صبر اور مہینے کے دو روزوں کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں قوت پاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے لیے مزید روزوں کا اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لو۔ آپؐ تین پر رک گئے' مزید آگے

بڑھنے والے نہ تھے۔ میں نے کہا کہ میں قوت پاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے مزید کی اجازت دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر حرام مہینوں کے روزے رکھو اور افطار کرو۔ ابوداؤد کی روایت میں اس طرح الفاظ آتے ہیں: "حرام مہینوں کے روزے رکھو بھی اور چھوڑو بھی۔ حرام مہینے کے روزے رکھا بھی کرو اور چھوڑا بھی کرو۔ حرام مہینے کے روزے رکھا کرو اور چھوڑا کرو۔ اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور انھیں آپس میں ملایا۔ پھر انھیں چھوڑ دیا"۔ مقصد یہ ہے کہ تین روزے پے در پے رکھنے کے بعد پھر وقفہ کرو اور تین دن ناغہ کرو۔

○

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے بیچ میں تنی ہوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ رسی کیسی؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام المومنین زینبؓ نے تانی ہے۔ جب وہ نماز میں کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں (یہ رسی نہیں ہونا چاہیے) اسے کھول ڈالو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بنی اسد کی ایک خاتون بیٹھی تھیں۔ اتنے میں رسولؐ اللہ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ میں نے کہا فلاں عورت ہے، جو رات کو نہیں سوتی۔ پھر اس کی نماز کا حال بیان کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: بس بس، اتنا عمل کرو جتنا کرنے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا، تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ (بخاری)

نیکی اور عبادت کا شوق اچھی چیز ہے، لیکن اس میں بھی انتہا پسندی مطلوب و محمود نہیں۔ ہمارے دین کا سنہرا اصول اعتدال ہے، اس کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے، اس بارے میں دین کا مزاج بہت واضح ہے۔

○

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے، فرمایا: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم عید کے دن نکلیں، یہاں تک کہ کنواری عورت بھی پردے میں سے نکلتی اور حائضہ بھی نکلتیں۔ وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں، مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں، ان کے ساتھ دعا میں شریک ہوتیں اور عید کے دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔ (بخاری، کتاب العیدین)

مدینہ کا معاشرہ قائم کرنے کا تقاضا ہے کہ خواتین حدود حجاب کے ساتھ عیدین کی طرح کی اجتماعی سرگرمیوں میں شریک ہوں، ایک دوسری روایت کے مطابق، آپ خطبہ ختم کرنے کے بعد خواتین کی طرف آتے اور انھیں علیحدہ سے خطاب کرتے۔